بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اشارات

یہ پرچہ پھر دو ماہ کا یکجائی شائع کیا جارہا ہے۔ گذشتہ ماہ جنوری میں ہم نے حیدرآباد کے جدید کارخانہ کاغذسازی سے اس رسالہ کی ضروریات کے لیئے ڈیڑھ سال کا اکٹھا ذخیرہ خرید لیا تھا لیکن جنگی حالات کی وجہ سے اب تک اس ذخیرہ کو حیدرآباد سے یہاں منتقل کرنے کا انتظام نہیں ہو سکا ہے اور کوئی پیش گوئی نہیں کی جاسکتی کہ کب تک ہو سکے گا۔ مارچ کا پورا مہینہ اسی انتظار میں گذر گیا کہ کاغذ آئے تو پرچہ شائع ہو۔ آخر جب اپریل کا بھی ایک ہفتہ گذر گیا تو مجبوراً ہمیں پھر "چور بازار" کی طرف رجوع کرنا پڑا جو موجودہ نظامِ سیاسی و معاشی کے سب سے زیادہ قابلِ لعنت مظاہر میں سے ایک مظہر ہے۔ یہ بازار جن کے نظ[illegible]ی کی برکت سے وجود میں آیا ہے وہ اسے کالی منڈی (بلیک مارکیٹ) سے تعبیر کرتے ہیں مگر فی الواقع یہ کالی منڈی دن کی پوری روشنی میں، پولیس اور عدالت اور سکرٹریٹ اور گورنمنٹ ہاؤس کے عین پہلو میں رونق افروز ہے اور اس میں ہندوستان کا سرمایہ دار علی الاعلان احتکار کر کے دس اور بارہ گنی زیادہ قیمت پر مال فروخت کر رہا ہے۔ حکومت کی طرف سے اگر اس پر کوئی قدغن ہے تو اس لیے نہیں ہے کہ یہ منڈی بند ہو جائے بلکہ اس لیے ہے کہ جو بدبخت اس میں جائے وہ صرف نقصانِ مایہ ہی برداشت نہ کرے بلکہ اس سے مال حاصل کرنے کے لیے وہ تدابیر بھی اختیار کرے جو اس کے اخلاق اور اس کی شرافت کو بھی مجروح کر دیں۔ پچھلے دو پرچے شائع کرنے کے لیے ہم کو اس منحوس بازار سے کاغذ حاصل کرنے کی جو کوششیں کرنی پڑی تھیں ان کی یاد اتنی تلخ تھی کہ پھر ایک بار اس کی طرف رجوع کرنا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جہنم سے نکل کر پھر جہنم کی طرف جارہے ہیں۔ لیکن یہ محض اپنی دعوت کو زندہ رکھنے کی خواہش ہے جو دوبارہ ہمیں اس "کوچۂ رقیب" میں لے گئی ہے اور اب ہم خدا سے دعا کرتے ہیں کہ اپنے فضل سے ہمارے لیے کم از کم اتنی سہولتیں پیدا فرما دے کہ ہم اس نظامِ تمدن کی گندگیوں سے بچ کر اس دعوت کو جاری رکھ سکیں۔

ہمیں احساس ہے کہ ۸۰ صفحہ کے بجائے ۳۲ صفحہ کا پرچہ پاکر ناظرین رسالہ کو کتنی تکلیف ہوتی ہوگی، خصوصاً جبکہ اس کا معیار بھی رسالہ کے سابق معیار سے بہت گرا ہوا ہے۔ لیکن جو حالات اس وقت درپیش ہیں ان کو دیکھتے ہوئے ہم کو توقع ہے کہ ناظرین صبر سے کام لیں گے۔ اس وقت جس گراں قیمت پر ہم کاغذ خرید رہے ہیں اس کی وجہ سے ۳۲ صفحہ کے پرچہ کی لاگت قبل جنگ کے ۸۰ صفحہ سے زیادہ ہوتی ہے۔ تاہم اگر حیدرآباد کا کاغذ آجائے تو ۳۲ کے بجائے ۴۸ صفحات پر رسالہ شائع کرنا ممکن ہوگا۔

اپنی مطبوعات کی قیمتوں میں بھی ہم کو بادلِ ناخواستہ غیر معمولی اضافہ کرنا پڑا ہے کیونکہ اس کے بغیر لٹریچر کی اشاعت کا سلسلہ جاری نہیں رکھا جاسکتا۔ پہلے کا طبع شدہ ذخیرہ تقریباً ختم ہوچکا ہے۔ دوبارہ کتابیں طبع کرانے کے لیے "برطانوی ہندوستان" میں کاغذ فراہم ہونا محال ہے۔ ناچار یہ انتظام کیا گیا ہے کہ تمام کتابیں حیدرآباد میں طبع کرائی جائیں اور پھر بتدریج ان کو یہاں منتقل کیا جائے۔ اس صورت میں مصارف طباعت اس قدر زیادہ ہوجاتے ہیں کہ سابق قیمتوں کو برقرار رکھنا قطعاً غیر ممکن ہے۔

"جماعت اسلامی" کی رفتار ترقی معلوم کرنے کے لیے بیرونی ارکان کی طرف سے اکثر بے چینی کا اظہار کیا جارہا ہے اور یہ بے چینی ایک حد تک فطری ہے۔ میں اب تک اس اندیشہ سے اس کو نظر انداز کرتا رہا ہوں کہ کہیں ہمارے کام میں بھی نمائش اور اشتہار کا عنصر داخل نہ ہوجائے اور اللہ کے لیے کام کرنے کے بجائے ہم دنیا کو دکھانے کے لیے کام نہ کرنے لگیں۔ مگر آج محض اس خیال سے اس کا ذکر کرتا ہوں کہ جو رفقاء مرکز سے دور بیٹھے ہیں اور جن کو معلوم نہیں ہے کہ کام کس رفتار سے ہو رہا ہے، کہیں ان پر مایوسی طاری نہ ہونے لگے۔

جماعت کے ارکان کی تعداد اس وقت سات سو کے قریب ہے۔ بیرونی جماعتوں کی طرف سے اب تک پوری فہرستیں نہیں آئی ہیں اس لیے صحیح تعداد متعین نہیں ہوسکتی۔ ممکن ہے کہ اصل تعداد اس تخمینہ سے زیادہ ہی ہو۔ سندھ، بلوچستان، سرحد، بنگال، بمبئی اور وسط ہند کے علاقے ابھی تک ہماری دعوت سے بہت بیگانہ ہیں۔ زیادہ تر